شرعی نقطۂ نظر سے عقل اوراس کی حدودِ کار کا تحقیقی جائزہ

* مسز ناہید علیزئی

Intellect and its limitation and its research in the light of Sharia

The meaning of word "Din" are کل ما جاء بہ النبی ﷺ and it applied to all the faith, worship and also covers that complete code of life which the Holy Prophet (S.A.W) gave to umma.Almighty, Allah has given a special and superior status to the human beings and has bestowed upon the human beings the quest for knowledge. Of course, knowledge is the power which enables the human beings to distinguish clearly between what is good or bad. But other words this is the human wisdom which the creator of this world has bestowed upon the human beings.So it is quite clear that the entire system of faith and worship which Almighty Allah has sent to the human beings through the revelation over the Holy Prophet is exactly according to the common mind and intellect. Since there are certain limitations to the common mind and it cannot go beyond these limitations.This research paper present on investigation of these limits form Sharia point of view.

عقل کے لغوی معنی:

عقل کے لغوی معنی کے بارے میں ’’لسان العرب‘‘ میں ہے۔

من معانی العقل فی اللغة الحجر و النهی و هو ضد الحمق و الجمع عقول و عقل الشئ یعقله عقلاً اذا فهمه (۱).

ترجمہ: لغت میں عقل کا معنی روکنا اور منع کرنا اور یہ حمق کی ضد ہے اواس کی جمع عقول ہے اور محاورۃً کہا جاتا ہے عقل الشئ یعقله عقلاً کسی چیز کا سمجھنا۔

’’قاموس میں عقل کا لغوی معنی باندھنے اور روکنے کے ہیں۔اسی لئے عقال اس رسی کو کہا

☆ *ریسرچ سکالر Ph.D، ڈیپارٹمنٹ آف عربک، اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ، گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان۔

جاتا ہے جس سے اونٹ کے پاؤں باندھے جائیں''(۲)۔

علامہ راغب اصفہانی ''المفردات فی غریب القرآن'' میں عقل کا لغوی معنی لکھتے ہیں۔

واصل العقل الامساك و الاستمساك كعقل البعير بالعقال و عقل الدواء البطن و عقلت المرءة شعرها و عقل لسانه كفه(۳)۔

ترجمہ: عقل کا اصلی معنی رک جانے اور روکنے کا ہے جیسے کہ اونٹ کو رسی سے باندھ کر چلنے سے روک دیا جائے۔ جیسے دوائی پیٹ (اسہال) کو روک دیتا ہے۔ یا جیسے ایک عورت اپنے سر کے بال باندھ دیتی ہے اور جیسے اس نے زبان کو باندھ دیا یعنی بولنے سے روک دیا۔

عقل کے شرعی معنی:

علامہ تفتازانیؒ نے شرح العقائد میں دو معانی ذکر کئے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

و اما العقل و هو قوة للنفس بها تستعد للعلوم و الادراكات و هو المعنى بقولهم غريزة يتبعها العلم بالضروريات عند سلامة الآلات و قيل جوهر تدرك به الغائبات بالوسائط و المحسوسات بالمشاهدة(۴)۔

ترجمہ: عقل انسان کی وہ قوت ہے جس کی وجہ سے وہ علوم و ادراکات کی استعداد و صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یہی مراد ان کے اس قول سے کہ عقل وہ فطری قوت ہے جس کے ذریعہ سے آلات کی درستگی کے وقت بعض ضروریات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عقل وہ جوہر ہے جس کے ذریعہ سے غائب چیزوں کا دلائل و تعریفات کے ذریعہ سے اور محسوسات کے مشاہدہ کے ذریعہ سے ادراک کیا جاتا ہے۔

علامہ تفتازانی نے عقل کے شرعی معنی دو ذکر کئے ہیں۔ پہلی تعریف میں اس کو قوۃ للنفس قرار دیا ہے اور یہ عرض ہے اور دوسری تعریف میں اس کو جوہر قرار دیا ہے۔

الموسوعة الفقهية میں عقل کے تین شرعی معنی ذکر کئے ہیں۔ وہ مغنی المحتاج کے حوالہ سے لکھتا ہے۔

''و فی الشرع العقل القوة المتهيئة بقول العلم و قيل غريزة يتهيا بها الانسان

الی فهم الخطاب و قيل نور فی القلب يعرف الحسن و القبيح و الحق و الباطل(۵) ۔

ترجمہ: اور شریعت میں عقل وہ قوت ہے جو علم کی قبولیت کے لئے تیار رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ وہ فطری قوت ہے جس کی وجہ سے انسان خطاب کے فہم کے لئے مستعد رہتا ہے۔ اور بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ دل کا نور ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کے حسن وقبح اور حق وباطل کو پہچانا جاتا ہے۔

علامہ راغب اصفہانی نے عقل کے شرعی معنی سے بڑی مفید بحث کی ہے۔ جس سے قرآن حکیم و احادیث میں عقل کے متعدد معانی کے صحیح اطلاق کا بخوبی علم ہو جاتا ہے، وہ لکھتے ہیں۔

"العقل يقال للقوة المتهيئة بقول العلم و يقال للعلم الذی يستفيده الانسان بتلك القوة عقل و الی الاول أشار ﷺ بقوله ما خلق الله خلقا اكرم عليه من العقل و الی الثانی أشار بقوله ما كسب احد شيا افضل من عقل يهديه الی هدی او يرده عن ردی۔ و هذا العقل هو المعنی بقول و ما يعقلها الا العالمون و كل موضع ذم الله فيه الكفار بعد العقل فأشار الی الثانی دون الأول نحو و مثل الذين كفروا كمثل الذی ينعق و نحو ذلك من الآيات و كل موضع رفع التكليف عن العبد لعدم العقل فأشار الی الأول"(۶)۔

ترجمہ: عقل ایک تعریف کے مطابق وہ قوت ہے جو علم کی قبولیت کی استعداد رکھتی ہے۔ اور دوسری تعریف کے مطابق کہا جاتا ہے کہ وہ علم ہے جو اس قوت کے ذریعہ سے انسان اس سے استفادہ کرتا ہے۔ (علامہ راغب اصفہانی مزید لکھتے ہیں) کہ پہلی تعریف کی طرف حضور ﷺ کے اس ارشاد میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے سب سے معزز عقل کو پیدا کیا ہے۔ اور دوسرے معنی کی طرف اس حدیث میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص عقل سے زیادہ کسی افضل چیز کو کسب نہیں کرسکتا جو اس کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرے اور اس کو ہلاکت سے بچائے۔ اور یہی معنی ہے جو اس آیت سے مراد ہے

جس کا ترجمہ ہے کہ اس کو نہیں سمجھتے مگر علم والے۔ اور وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ نے عقل سے کام نہ لینے کی وجہ سے کفار کی مذمت کی ہے وہ دوسرا معنی مراد ہے نہ کہ پہلا۔ جیسے کہ یہ آیت جس کا ترجمہ ہے کہ کفار کی مثال اس جانور کی طرح ہے کہ اس کو پکارا جاتا ہے۔ اور اس کو کچھ سمجھ نہیں آتا۔ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۔کہ وہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں اور ان کو کچھ عقل نہیں۔ اور ہر وہ مقام جہاں بندہ سے عقل نہ رکھنے کی وجہ سے اس سے تکلیف کو اٹھا دیا گیا ہے۔ یعنی عدم عقل کی وجہ سے اس کو احکامات کا مکلّف نہیں بنایا گیا ہے اس سے پہلا معنی مراد ہے۔

عقل کے شرعی معانی کے بارے میں علامہ راغب اصفہانی کے بیان کردہ اس تفصیل سے عقل کا قرآن و حدیث میں متعدد معانی پر اطلاق سے بہت سے مخفی گوشے سامنے آجاتے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک مفید بحث وہ ہے جو علامہ ابن جوزیؒ نے کی ہے، وہ لکھتے ہیں۔

''حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ عقل انسان کی ایک طبعی صفت ہے جو اس کی ماہیت (حقیقت) کے ساتھ گڑی ہوئی ہے اور یہی محاسبیؒ سے منقول ہے۔ محاسبیؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عقل ایک نور ہے اور دوسروں نے یہ تعریف کی ہے کہ عقل ایک قوت ہے جس کے ذریعہ سے معلومات کی حقیقتوں کو جدا جدا کیا جاتا ہے۔ اور بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ عقل علوم ضروریہ کی ایک قسم ہے اور وہ ایسا علم ہے جس سے جائز امور کا جواز اور محالات کا محال ہونا منکشف ہو جائے اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ عقل ایک جوہر بسیط ہے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ عقل ایک شفاف جسم ہے اور ایک اعرابی سے عقل کے بارے میں سوال کیا گیا اس نے جواب دیا کہ تجربات کا نچوڑ ہے جو بطور غنیمت ہاتھ لگ جائے''(۷)۔

علامہ ابن جوزیؒ نے ان تمام اقوال کا احاطہ کیا ہے جو عقل کے معانی کے بارے میں کئے جاتے ہیں۔ علامہؒ نے اس کے بعد عقل کا اطلاق چار مشترکہ معنوں پر ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں۔

''اول وہ وصف جس کے ذریعہ دیگر بہائم (حیوانات) سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ وصف ہے جس سے انسان میں علوم نظریہ کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے۔ جن

لوگوں نے اس کو ایک گڑی ہوئی چیز (غریزہ) کہا ہے ان کی یہی مراد ہے۔ دوسرا اس علم پر اطلاق ہوتا ہے جو طبیعت انسانی میں رکھا گیا ہے۔ جس سے جائز شی کا جواز اور محال کا محال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تیسرا اطلاق اس علم پر ہوتا ہے جو تجربات سے حاصل ہوتا ہے ۔ چوتھا اطلاق اس قوت کے منتہی پر ہوتا ہے جس کو گڑی ہوئی چیز کہا گیا تھا''(۸)۔

عقل کے ان معانی کے بحث اور متعدد حوالوں کے ذریعہ اس کی تفصیل سے قرآن وحدیث میں جہاں جہاں اس کا ذکر ملتا ہے۔ کافی حد تک اس کے مفہوم اور اس کے اطلاقات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اور ہر قسم کا ابہام ختم ہو جاتا ہے۔

عقل کے مراتب:

یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ لوگوں کے عقلوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں ۔ بعض عقلی اعتبار سے نہایت اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں ۔ بعض اوسط درجے پر اور بعض ادنیٰ درجے پر ۔ عقل کے مراتب کے بارے میں مولانا مجیب اللہ صاحب نے شرح عقائد کی شرح میں ایک مفید بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں ۔

''پھر عقل نظری کے چار مراتب ہیں ۔ اور ان چار مراتب کے اعتبار سے اس کے چار نام ہیں ۔ پہلا مرتبہ استعداد محض کا ہے ۔ یعنی اس درجہ میں نفس ہر طرح کے علوم سے بالفعل خالی ہوتا ہے ۔ البتہ علوم کو قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے ۔

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ ضروریات بالفعل حاصل ہوں ۔ اور ان ضرویات کے ذریعہ نظریات کو حاصل کرنے کی استعداد ہو۔ اس درجہ میں قوت نظریہ عقل بالملکۃ کہلاتی ہے ۔ کیونکہ ضروریات سے نظریات کو حاصل کرنے کا ملکہ یعنی استعداد حاصل ہے ۔

تیسرا درجہ یہ ہے کہ خزانہ خیال میں نظریات اس طرح جمع ہوں کہ نفس جب چاہے بغیر از سر نو نظر وفکر کی حاجت کے محض التفات سے ان کے استحضار پر قادر ہو۔ قوت نظری کو اس درجے میں عقل بالفعل کہتے ہیں ۔ چوتھا درجہ یہ ہے کہ نظریات ہمہ وقت نفس کے پاس حاضر ہوں ۔ ان کے استحضار کی ضرورت ہی نہ پڑے جب قوت نظریہ اس مقام کو پہنچ جاتی ہے تو اسے عقل مستفاد کہتے ہیں''(۹)۔

عقل کی اہمیت وفضیلت:

شرعی نقطہ نگاہ سے عقل ہی کو مدار تکلیف قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کئی پہلوؤں سے عقل سے کام لینے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور ان کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ مثلاً

لفظ عقل سے جیسے اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ "پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے"(۱۰)

لفظ تدبر سے جیسے اَفَلاَ یَتَدَ بَّرُوْنَ "پس تم قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے"(۱۱)

لفظ حکمت سے جیسے وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ "اور وہ ان کو کتاب اور حکمت (دانائی) کی تعلیم دیتا ہے"(۱۲)۔

یا جیسے وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا "جس کو عقل (دانائی) مل گئی اس کو خیر کثیر مل گیا"(۱۳)۔

لفظ شعور سے وَ مَایَشْعُرُوْنَ "اور وہ شعور (عقل) نہیں رکھتے"(۱۴)

لفظ لب سے جیسے وَمَایَذَّکَّرُاِلَّآاُولُوا الْاَلْبَابِ "اور عقل والے نصیحت حاصل کرتے ہیں"(۱۵)

لفظ بصیرت سے جیسے فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ "عبرت حاصل کرو، اے عقل والو!"(۱۶)

لفظ قلب سے جیسے لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا "ان کے دل ہیں مگر ان سے سمجھ (عقل) کا کام نہیں لیتے"(۱۷)

ان متعدد مثالوں کے علاوہ اور بھی آیات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کتنے زوردار طریقے سے عقل سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں بے عقلی اور عقل سے کام نہ لینے کی کتنے شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے بھی متعدد احادیث میں عقل کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

"عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال لما خلق الله العقل قال له قم فقام ثم قال له ادبر فادبر قال اقبل فاقبل ثم قال له اقعد فقعد ثم قال له ما خلقت خلقا هو خير منك و لا افضل منك و لا احسن منك و بك أخذ و بك اعطی و بك اعرف و بك اعاتب و بك الثواب و عليك العقاب"(۱۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس نے اس کو حکم دیا کہ کھڑی ہو جا تو وہ کھڑی ہو گئی پھر اس سے فرمایا کہ پشت پھیر اس نے پشت پھیر دیا پھر اس کو حکم دیا کہ میری طرف منہ کر اس نے اللہ کی طرف منہ کر لیا۔ پھر اس سے فرمایا کہ بیٹھ جا! وہ بیٹھ گئی اور پھر اس سے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو تجھ سے بہتر ہو۔ فضل و کمال میں تجھ سے بڑھی ہوئی ہو اور خوبیوں میں تجھ سے اچھی ہو۔ میں تیرے ہی سبب سے (بندوں سے عبادت) لیتا ہوں۔ یعنی تیری رہنمائی کے ذریعہ بندے میری عبادت کرتے ہیں یا یہ کہ تیرے ہی سبب بندوں سے نعمتیں واپس لے لیتا ہوں۔ بایں طور کہ جو بندے تیرے بارے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور میری نافرمانی کرنے لگتے ہیں۔ تو وہ میرے غضب میں مبتلا ہو کر میرے انعامات سے محروم ہو جاتے ہیں۔ میں تیرے ہی سبب سے (بندوں کو ثواب و درجات) دیتا ہوں (یا یہ کہ میں جس بندے کو نعمت دیتا ہوں تیرے ہی واسطے سے دیتا ہوں۔ کہ جس نے تیرے لئے محنت و مشقت اختیار کی اس کو اجر و انعام کا مستحق گردانتا ہوں) میں تیرے ہی سبب سے پہچانا جاتا ہوں۔ میں تیرے ہی سبب سے غضبناک ہوتا ہوں۔ میں تیرے ہی سبب سے ثواب دیتا ہوں۔ اور تیرے ہی سبب سے عذاب دیتا ہوں۔

اگر چہ بعض علماء حدیث نے اس حدیث کے صحیح ہونے میں کلام کیا ہے۔ مگر دوسری روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہے کہ معنی و مفہوم کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ انسان کا احکام الٰہی کا مکلف اور ثواب و عذاب کا مستحق ہونا ان سب کا مدار عقل پر ہے۔

علامہ ابن جوزیؒ نے کتاب الاذکیاء میں ایک حدیث روایت کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ سے ملے اور سوال کیا اے ام المؤمنین ایک شخص قیام کم کرتا ہے۔ اور زیادہ سوتا ہے۔ (یعنی نوافل کم پڑھتا ہے) دوسرا شخص قیام زیادہ کرتا ہے۔ اور کم سوتا ہے۔ ان دونوں میں سے آپ کس کو پسند کریں گی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہی سوال میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا۔ آپؐ نے یہ

جواب دیا تھا کہ دونوں میں سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو زیادہ ذی عقل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا سوال دونوں کی عبادت کے بارے میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! دونوں سے صرف عقل کے باب میں سوال ہوگا۔ جو زیادہ عقل مند ہے وہ دنیا و آخرت میں کم عقل سے فضیلت رکھتا ہے(۱۹)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بندہ کی عبادات کی اہمیت کا تعلق عقل سے ہے۔ جو جتنا عقل کے اعتبار سے اونچے درجہ کا حامل ہوگا۔ اس کی عبادات اتنی ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہوں گی۔ اسی طرح آخرت میں عقل کے مطابق اعمال وعبادات کی جزاء ملے گی۔ اور یہ بھی ایک حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے۔

"عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الرجل ليكون من اهل الصلوة و الصوم و الزكوة و الحج و العمرة حتى ذكر سهام الخير كلها و ما يجزى يوم القيمة الا بقدر عقله"(۲۰)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک شخص جو نماز پڑھنے والوں میں سے ہو۔ روزہ رکھنے والوں میں سے ہو۔ زکوٰۃ دینے والوں میں سے ہو۔ حج اور عمرہ کرنے والوں میں سے ہو۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اسی طرح نیکی اور بھلائی سے متعلق ساری بڑی چیزوں کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ لیکن وہ قیامت کے دن اپنی عقل کے مطابق جزا پائے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص میں عقل کا یہ اعلیٰ جوہر جس نوع ومقدار کا ہوگا اس سے صادر ہونے والے اعمال وعبادات بھی اسی نوع ومقدار کے ہوں گے۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ قیامت کے دن جزاء کا دارومدار محض عبادات کی مقدار پر نہیں ہوگا۔ بلکہ عبادت کے حسن وکمال پر ہوگا۔ اور وہ اسی عقل سے متعلق ہے۔

ایک اور حدیث میں جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے اسلام کو اس وقت تک بلند مرتبہ نہ سمجھو جب تک اس کی عقل کی گرفت کو نہ پہچان لو(۲۱)۔

ایک اور حدیث میں عقل کی اہمیت وفضیلت یوں بیان کی گئی ہے۔

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد میں نے سنا کہ پہلی شئے جس کو اللہ نے پیدا کیا قلم ہے۔ پھر نون کو پیدا کیا۔ اور اس سے دوات مراد ہے۔ پھر حکم کیا کہ لکھ، قلم نے سوال کیا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا لکھ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ پھر عقل کو پیدا کیا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی عزت کی قسم میں تجھ سے مکمل کروں گا اس کو جو میرا پسندیدہ ہوگا۔ اور اس کو کم دوں گا جو مجھے ناپسند ہوگا''(۲۲)۔

حضرت عمرؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آدمی کی کمائی میں عقل کی زیادتی کے برابر کوئی چیز نہیں (۲۳)۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے جس کا اردو ترجمہ ہے کہ انسان کا دین اس کی عقل ہے۔ اس کا کوئی دین نہیں جس کی کوئی عقل نہیں (۲۴)۔

ایک حدیث مبارک میں عقل کی اہمیت وفضیلت حضور ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

"العقل نور فی القلب،نفرق به بین الحق و الباطل و بالعقل عرف الحلال و الحرام و عرفت شرائع الاسلام و مواقع الاحکام ، و جعله الله نورا فی قلوب عباده یهدیهم الی هدی و یصدهم عن ردی"(۲۵)

ترجمہ: عقل دل میں ایک نور ہے۔ جس کے ذریعہ سے ہم حق و باطل میں تفریق کرتے ہیں۔ عقل ہی کی وجہ سے حلال وحرام کی پہچان ہوتی ہے۔ اور شریعت اسلامی اور احکامات کے مواقع معلوم کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں کے دلوں میں ایسا نور بنایا ہے جس کے ذریعہ سے وہ انہیں سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اور تباہی وہلاکت سے بچاتا ہے۔

دو احادیث ہیں جن سے علامہ راغب اصفہانی نے ''المفردات فی غریب القرآن'' میں اپنی اپنی معانی و مفہوم کی مناسبت سے ان سے استدلال کیا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا قول مبارک ہے۔

"ما خلق الله خلقا أكرم عليه من العقل"(۲۶)

''اللہ تعالیٰ نے عقل سے زیادہ کسی ایسی چیز کو جو اس کے ہاں عزت والی ہو پیدا نہیں کیا''۔

اور دوسری حدیث یہ ہے۔

"ما کسب أحد شيأ أفضل من عقل يهديه الى هدى او يرده عن ردى"(۲۶)

ترجمہ: کوئی شخص عقل سے افضل چیز حاصل نہیں کرسکتا جو اس کی سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرے اور ہلاکت سے اس کو بچائے۔

عقل کے حدود کار:

دین و مذہب میں عقل کی کیا اہمیت وفضیلت اور کیا درجہ و مقام ہے اس کا بخوبی علم ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ہو جاتا ہے۔ زیر بحث بات یہ ہے کہ دین و مذہب کے دائرہ کار میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو دونوں کے حدود کیا ہیں۔ تاکہ اس سے اسی حد تک کام میں لایا جائے۔ اور اسی دائرہ کار میں اس سے استدلال کیا جائے۔ اس سلسلے میں ایک رائے علامہ ابوالحسن اشعریؒ کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

"عقل وادراک اور مذہب ودین کا مصدر و منبع آخر ایک ہی دانا و بینا ذات تو ہے۔ دونوں کی راہیں اور منزلیں البتہ الگ الگ ہیں۔ عقل کا کام یہ ہے کہ وہ ہمارے گرد و پیش پھیلی ہوئی کائنات کا جائزہ لے اس میں اسباب وعلل کی کارفرمائیوں کو ضبط وقاعدہ کے سانچوں میں ڈھالے۔ اور پھر ان قاعدوں کی روشنی میں تحقیق و تجربہ کے قافلوں کو آگے بڑھائے۔ اور دیکھے کہ ان کی مدد سے کائنات میں کیا کیا تصریحات ممکن ہیں...... عقل کے سامنے تسخیر کائنات کا وہ عظیم منصوبہ ہے جسے اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے" (۲۷)۔

علامہ ابوالحسن اشعریؒ نے عقل کے حدود کار کو کس طرح صراحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ جبکہ دین و مذہب کے کیا حدود ہیں۔ اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔

"مذہب و دین کا موضوع اس کے برعکس انسان ہے۔ انسان کی صلاحتیں ہیں۔ اس کا کردار ہے۔ اس کے روحانی مضمرات ہیں۔ تعلق باللہ ہے۔ عشق ہے۔ ایمان ہے اور لگن اور لَو ہے جو اس کو حضرت حق کے قریب کر دینے والی ہے......

علاوہ ازیں مذہب و دین کے فرائض کار میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ یہ اجتماعی شیرازہ بندی کے لئے اللہ کے بندوں کو ایسے نپے تلے پیمانے عطا کر دے۔ ایسا نظام حیات بخشے کہ جس کو اپنا کر یہ فرد اور جماعت کی حیثیت سے پوری نوع انسانی کے لئے رحمت وبخشش کا

مینار ثابت ہو سکیں''(۲۸)۔

اسلام کسی ایسے عقیدے کی تلقین ہرگز نہیں کرتا اور نہ کسی عمل کی ترغیب دیتا ہے جو عقل اور مشاہدہ کے منافی ہو۔ وحی اور عقل میں کوئی تضاد نہیں۔ تاہم دین و مذہب کے حدود کار میں فرق ہے۔ عقل سے ہم دین و مذہب کو نہیں سمجھ سکتے بلکہ دین و مذہب کو وحی سے سمجھ سکتے ہیں۔

الحاصل بحث یہ ہے کہ عقل، اللہ تعالیٰ کا وہ خاص اور اہم عطیہ ہے جس سے اس نے انسانوں کو سرفراز فرمایا ہے۔ عقل ہی کی وجہ سے وہ دیگر بہائم سے ممتاز مقام کا حامل ہے۔ اور یہی عقل ہی حق و باطل اور اچھے برے کی تمیز کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔ اور یہی عقل ہی انسانوں کے اندر مدار تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ایمان و عبادات کا مکلف، اور اسی بناء پر آخرت میں جوابدہی کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔

علامہ ابوالحسن اشعریؒ نے جہاں عقل کی اہمیت واضح کی ہے وہاں اس سے عقل اور مذہب کے تعلق کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، وہ لکھتے ہیں۔

> ''اس میں شبہ نہیں کہ عقل و دانش، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عطیہ ہے۔ اور علم و عرفان کی دنیا میں اس کا استعمال اتنا ہی مقدس، اتنا ہی تخلیقی اور قدرتی ہے جتنا کہ سیر و کردار کی اصلاح اور ایمان کی تابش و ضوء کے دین و مذہب سے تمسک (۲۹)۔

یعنی علم و عرفان کے سلسلے میں عقل و دانش کا استعمال اس سے استدلال اور اس کی تائید نہ صرف دین و مذہب کا تقاضا ہے بلکہ یہ فطرت کے بھی بہت قریب ہے۔

حوالہ جات

(۱) ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم۔لسان العرب۔ج ۱۱۔نشر الادب الحوزۃ،قم،ایرن ۱۴۰۵ھ۔

(۲) زین العابدین، قاضی، قاموس القرآن (قرآنی ڈکشنری)۔ص ۱۵۸۔دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی۔۱۹۷۸ء۔

(۳) الاصفہانی ،الراغب، حسین بن محمد بن المفضل۔المفردات فی غریب القرآن۔مادہ ''عقل''۔نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب کراچی۔(ت ن)

(۴) تفتازانی، مسعود بن عمر، سعد الدین۔شرح العقائد النسفی۔ص ۲۳۔دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ بندرروڈ کراچی۔(ت ن)

(۵) الموسوعۃ الفقھیۃ۔مادہ ''عقل'' وزارت اوقاف کویت۔(ت ن)

(۶) الاصفہانی ،الراغب، حسین بن محمد بن المفضل۔المفردات فی غریب القرآن۔ص ۳۴۱،۳۴۲

(۷) ابن جوزی، علامہ۔کتاب الاذکیاء (اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'')۔ص ۴۷۔مکتبہ الحسن ۳۳ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور۔(ت ن)

(۸) ابن جوزی، علامہ۔کتاب الاذکیاء (اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'')۔ص ۴۷۔(ت ن)

(۹) مجیب اللہ گونڈوی، مولانا۔بیان الفوائد فی حل شرح العقائد۔ص ۸۷،۸۸۔مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان ۱۹۹۲ء۔

(۱۰) سورۃ البقرۃ،۲:۴۴

(۱۱) سورۃ النساء،۴:۸۲

(۱۲) سورۃ البقرۃ،۲:۱۲۹

(۱۳) سورۃ البقرۃ،۲:۲۶۹

(۱۴) سورۃ البقرۃ،۲:۹

(۱۵) سورۃ البقرۃ،۲:۲۶۹

(۱۶) سورۃ الحشر،۵۹:۲

(۱۷) سورۃ الاعراف،۷:۱۷۹

(۱۸) الخطیب، ولی الدین، محمد بن عبداللہ، العمری، امام۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ ج دوم۔ ص ۴۶۶۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔ (ت ن)

(۱۹) ابن جوزی، علامہ۔ کتاب الاذکیاء (اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'')۔ ص ۴۵۔ (ت ن)

(۲۰) الخطیب، ولی الدین، محمد بن عبداللہ، العمری، امام۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ ج دوم۔ ص ۴۶۶۔ (ت ن)

(۲۱) ابن جوزی، علامہ۔ کتاب الاذکیاء (اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'')۔ ص ۴۵۔

(۲۲) ابن جوزی، علامہ۔ کتاب الاذکیاء (اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'')۔ ص ۴۵۔

(۲۳) غزالی، امام۔ احیاء العلوم۔ ج ۱۔ ص ۱۴۱۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔ (ت ن)

(۲۴) بدیع الزمان، مولانا۔ ترجمہ اردو ''جامع الترمذی''۔ ج ۱۔ ص ۶۹۴۔ مطبع عرفان افضل پریس لاہور۔ ۱۹۸۸ء۔

(۲۵) ابی عمر، احمد بن محمد عبدربہ۔ العقد الفرید۔ ج ۶۔ ص ۱۶۔ مکتبہ صادر بیروت ۱۹۵۱ء۔

(۲۶) الاصفہانی، الراغب، حسین بن محمد بن المفضل۔ المفردات فی غریب القرآن۔ ص ۳۴۶۔

(۲۷) اشعری، ابوالحسن، علامہ، مسلمانوں کے عقائد و افکار اردو ترجمہ، مقالات الاسلامیین۔ ص ۲۵۔ علم و عرفان پبلشرز۔ ۳۴ اردو بازار لاہور ۲۰۰۱ء۔

(۲۸) اشعری، ابوالحسن، علامہ، مسلمانوں کے عقائدوافکار اردو ترجمہ، مقالات الاسلامیین۔ ص ۲۵، ۲۶۔ (ت ن)

(۲۹) اشعری، ابوالحسن، علامہ۔ مسلمانوں کے عقائدوافکار اردو ترجمہ، مقالات الاسلامیین۔ ص ۲۵۔ (ت ن)